باب ۱۷۹

اُمُّ المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا

ہارونؑ کی بیٹی، موسیٰؑ کی بھتیجی اور محمدؐ کی بیوی [بقولِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم]

خیبر میں ہلاک ہونے والے کنانہ بن ابی لحقیق کی سابقہ بیوی زینب بنت حُیَیّ بن اَخطبؓ

باب ۱۷۹

اُمُّ المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا

ہارونؑ کی بیٹی، موسیٰؑ کی بھتیجی اور محمدﷺ کی بیوی

خیبر کی فتح اپنے منطقی اختتام کی جانب رواں تھی۔ ابی الحقیق کے بیٹوں (کنانہ اور ربیع) نے مسلمانوں سے معافی مانگ کر خیبر کے آخری تینوں قلعے بھی مسلمانوں کے حوالے کردیے مگر معاہدے کے مطابق سونے چاندی کے وہ زیورات اور ہیرے، جواہرات جو حُیَیّ بن اَخطَبُ مدینہ سے بنو نضیر کی جلاوطنی کے وقت اپنے ہمراہ یہاں لایا تھا اور دیگر متمول یہودی جن میں کنانہ خود بھی شامل تھا جس دولت کی نمائش کرتے ہوئے نکلے تھے، وہ غائب تھی۔ معافی کے معاہدے میں یہ شرط تھی کے سارا خزانہ مسلمانوں کے حوالے کیا جائے گا اور اگر کچھ چھپایا گیا تو چھپانے والے کو موت کا سامنا کرنا ہوگا۔ کنانہ بن ابی لحقیق اور ربیع بن ابی الحقیق نے نبی ﷺ کے سامنے جھوٹا بیان دیا کہ اُنھیں کسی خزانے کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ مدینے سے لایا ہوا سارا خزانہ قلعوں کی مضبوطی اور اسلحہ کی خریداری پر خرچ ہوگیا۔ مگر جب دونوں کے خلاف مال چھپانے کی گواہی کنانہ کے چچیرے بھائی نے دی، اور خزانہ برآمد ہوگیا تو طے شدہ معاہدے کے مطابق دونوں بھائیوں کو قتل کردیا گیا، وہ دونوں بھی حُیَیّ بن اَخطَبُ کے پاس چلے گئے۔ یوں رسول اللہ ﷺ نے سات برس قبل یہود کو جو امن و امان سے رہنے کا موقع، اپنے پہلے حکم نامے [المعروف بہ میثاقِ مدینہ] کے ذریعے عطا کیا تھا وہ انھوں نے پیہم چالاکیوں اور بدعہدیوں سے ضائع کردیا۔

جب کنانہ بن ابی لحقیق قتل کردیا گیا تو اُس کی بیوی زینب کو بھی قیدی عورتوں میں شامل کرلیا گیا۔ عرب روایات کے مطابق دشمن کی اعلیٰ قیادت سے حاصل ہونے والی غنیمت کو فاتح قوم کے امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص کیا جاتا تھا اور اُسے صفیہ کہتے تھے اس لیے زینب بھی صفیہ کے نئے نام سے مشہور ہوگئیں

رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کے سامنے اسلام پیش کیا۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا، بادشاہ کے گھرانے کی بیٹی نے چاہا کہ وہ اسلام میں بھی اُسی مرتبے سے رہے جیسا کہ اُسے پہلے حاصل تھا۔ خیبر سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا میں آپ ﷺ نے انھیں آزاد کرکے اُن سے شادی کرلی اور مسلمانوں کے حسبِ دستور سادگی کے ساتھ ولیمہ

کیا۔ وہاں سے روانہ ہوئے تو آپؐ نے ان کو خود اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا، یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواجِ مطہرات میں داخل ہو گئیں۔

نبی ﷺ نے ان کے چہرے پر چوٹ کا ہر انشان دیکھا تو اُن سے دریافت فرمایا: یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں: یا رسول اللہ! آپؐ کے خیبر آنے سے پہلے میں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند اپنی جگہ سے ٹوٹ کر میری آغوش میں آ گرا ہے۔ واللہ! مجھے آپؐ کے خیبر آنے اور معاملہ یہاں تک پہنچنے کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں تھا مگر جب میں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو اس نے میرے چہرے پر تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا: یہ بادشاہ جو مدینہ میں ہے تم اس کی آرزو کر رہی ہو۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی، سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں تھیں جو ابو رافع تاجرِ حجاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا۔

جیسا پہلے بتایا گیا، آپؓ قبیلہ بنو نضیر کے سردار حُییّ بن اَخطَبُ کی بیٹی تھیں جو ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھا، ماں جس کا نام ضرد تھا، سموال رئیسِ قریظہ کی بیٹی تھی اور یہ دونوں قبیلے (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ممتاز ترین قبیلے سمجھے جاتے تھے، جو قدیم زمانہ سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت پذیر تھے۔ یوں صفیہ رضی اللہ عنہا کو قبل از اسلام باپ اور ماں دونوں کی طرف سے سیادت حاصل تھی وہ اسلام کے بعد بھی باقی رہی اور وہ قیامت تک کے لیے اُمّ المؤمنین بنیں۔

صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں، دیگر ازواج کی طرح صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں۔ صفیہ رضی اللہ عنہا میں بہت سے محاسنِ اخلاق جمع تھے، زرقانی میں ہے: کَانَتْ صَفِیَّةُ عَاقِلَةٌ حَلِیْمَةٌ فَاضِلَةٌ۔ ترجمہ: یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا عاقل، فاضل اور حلیم تھیں۔ اسی طرح کی تعریف اسد الغابہ میں بھی درج ہے: کَانَتْ عَاقِلَةٌ مِنْ عقلاء النساء۔ ترجمہ: وہ نہایت عاقلہ تھیں۔ حلم و تحمل ان کے خاص اوصاف میں سے ہے، غزوۂ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آ رہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ، چیخ اُٹھتی تھیں، صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب شوہر کی لاش کے قریب سے ہو کر گزریں؛ لیکن پھر بھی صبر کا پیکر بنی رہیں۔ ایک مرتبہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اُن کو یہودیہ کہا، اُن کو معلوم ہوا تو رونے لگیں، صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کنیز تھی جو عمر رضی اللہ عنہ سے جا کر اُن کی شکایت کیا کرتی تھی؛ ایک روز اُس نے کہا کہ ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے، وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو اُمّ المؤمنین کے پاس بھیجا، آپؓ نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت

نہیں، اس کے بدلے اللہ نے ہم کو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے؛ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش و اقارب ہیں اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی ہاں! مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا، صفیہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں اور اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔

صفیہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت تھی، چنانچہ جب آپؐ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں: کاش! آپؐ کی بیماری مجھ کو ہو جاتی، ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے، یہ بڑی بات تھی کہ دل کی سچائی کی کیفیت کی اُس نے گواہی دی جو اللہ کا رسول تھا۔

آپؓ اپنی کم عمری کے لحاظ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب تھیں اور نہایت حسین بھی۔ ایک مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے چھوٹے قد کی نسبت کچھ ناروا بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے یہ ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے (ابوداؤد) یعنی اتنی زیادہ گدلی ہے کہ سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے۔ ایک بار آپؐ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، دیکھا کہ رو رہی ہیں آپؐ نے رونے کی وجہ پوچھی؛ انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں کیوں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپؐ کی چچازاد بہن بھی ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہارونؑ میرے باپ، موسیٰؑ میرے چچا اور محمدؐ میرے شوہر ہیں اس لیے تم لوگ کیوں کر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو۔

صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والدین اور شوہر کے گھر میں دولت دنیا کی ریل پیل دیکھی تھی اس لیے انتہائی سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں؛ جب وہ اُمُّ المؤمنین بن کر مدینہ میں آئیں تو فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنَّ کو سونے کی بالیاں تقسیم کیں۔ کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کرتی تھیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اپنے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے کھانے کا جو پیالہ بھیجا تھا اس کا ذکر بخاریؒ اور نسائیؒ نے اپنے مجموعوں میں کیا ہے۔

آپؓ کے یادگار واقعات میں حج کا سفر ہے، جو آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا اور آپ کی خلیفہ سوم عثمان رضی اللہ عنہ کی اعانت کی وہ کوششیں ہیں جو سنہ ۳۵ھ میں اُن کے گھر کے محاصرے کے دوران آپؓ نے کی تھیں، آپؓ کی وفات ۵۰ھ میں ہوئی، آپؓ کو جنت البقیع میں سپردِ خاک کیا گیا۔ ☆☆☆☆☆☆☆